www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

01/نومبر 2013ء جمعۃ المبارک 26 ذوالحجۃ ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 39

حضرت شیخ نورالدین نورانی چھِ فرماوان:

دارَس دۄدُر ژام ژٕنڈِنہٕ نِس
سوارَس دُلدُل آم تھکانو
نارَس کیّاہ کرٕ تَتہِ دوزٕخہ نِس
وَتھ رأو أنِس ژٕھن تہٕ میٔانہِ پانو

میری صنوبر بدن کو دُنیا پرستی کی سینک لگ گئی۔ میرے بدن کی سواری اب تھک کر چور ہوگئی۔ ڈرتا ہوں کہ دوزخ میں میرا کیا حشر ہوگا۔ اے میرے نابینا وجود تو غفلت وسرکشی کے عالم میں راستہ ہی کھو بیٹھا ہے، راستہ پانے کی فکر تو کرلے۔

کیسے کریں معاشی مسائل کا تدارُک؟

مولانا اسرارالحق قاسمی

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وقت کے ساتھ مہنگائی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ مہنگائی صرف ہندوستان کی سطح پر ہی نہیں ہورہی ہے بلکہ عالمی سطح پر ہورہی ہے، اسی وجہ سے اس ملک کے علاوہ دیگر ممالک بھی مہنگائی سے پریشان ہیں اور کوئی مؤثر حل دریافت کرنے میں کامیاب نہیں ہو پارہے ہیں۔ دراصل دُنیا اس وقت جس ڈگر پر چل رہی ہے اسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ مہنگائی پر قابو پانا آسان نہیں ہے۔ مہنگائی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ فی زمانہ بہت سی ایسی چیزیں وجود میں آگئی ہیں جنہیں موجودہ دَور کے انسان اپنی زندگی کا حصہ سمجھتے ہیں جبکہ گذشتہ ادوار میں انسانی زندگی کی ضروریات بہت محدود تھیں۔ اب روٹی، کپڑا اور مکان تک بات نہیں رہ گئی ہے بلکہ بجلی، واشنگ مشین، فریج، گاڑی، موبائل، کشادہ عمارتیں جیسی چیزیں بھی انسانی زندگی کا حصہ بن گئی ہیں، اس کے علاوہ ہر شئی میں دکھاوے نے بھی مہنگائی میں اضافہ کیا ہے، آج جس معیارِ زندگی کی بات کی جاتی ہے اس سے بھی مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے اور ان سب چیزوں کی ڈیمانڈ نے مارکیٹ میں مذکورہ اَشیاء کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کردیا ہے، ظاہر سی بات ہے کہ جب انسان یہ سب چیزیں خریدتا ہے تو پھر اس کی پریشانیوں میں اضافہ تو ہوتا ہی ہے۔

موجودہ معاشرہ میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کا چلن عام ہورہا ہے، بہت زیادہ امیر ہی نہیں بلکہ متوسط طبقہ کے لوگ بھی معیار زندگی کو بلند کرنے کے نام پر اخراجات میں وسعت سے کام لے رہے ہیں، گاڑی، موبائل، فلیٹ خریدنے کا گویا فیشن چل پڑا ہے، گھروں میں کھانے کیلئے بہت کچھ موجود ہے، پھر بھی لوگ مع اپنے اہل وعیال کے لنچ کرنے یا ڈنر کرنے کیلئے ہوٹل اور ریستورانوں کا رُخ کرتے نظر آتے ہیں، بازاروں میں ضرورت سے زیادہ مہنگے اور فیشن کے سامان کی شاپنگ بھی آج کل خوب ہورہی ہے، سیر وتفریح کیلئے کبھی پارکوں، کبھی مشہور تفریح گاہوں میں جانے کا بھی رواج بڑھتا جارہا ہے، آج کل لوگ تاریخی مقامات یا عجائبات دیکھنے کیلئے اس نظریہ سے نہیں جاتے کہ وہ تاریخی معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں، یا متحیر کن مقامات کی سیر کرکے وہ کچھ عبرت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، بلکہ ان کا مقصد محض سیر وتفریح اور انجوائمنٹ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل کا رجحان تاریخی عمارتیں دیکھنے کی طرف زیادہ نہیں رہا، بلکہ اَب زیادہ تر ساحلی علاقوں یا ایسے بازاروں وجگہوں پر گھومنا پسند کیا جاتا ہے جہاں طبیعت بہل جائے، ظاہر سی بات ہے کہ یہ وقت کا ضیاع بھی ہے اور پیسے کا بھی۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ آج بہت سے لوگ بے روزگاری اور کاروبار کی کمزوری کی شکایتیں کرتے ملتے ہیں۔ یہ بات پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ کاروبار میں اُتار چڑھاؤ، تجارت میں فائدہ نقصان لگا رہتا ہے۔ اگر فائدہ کے وقت یا کاروبار کے اُچھال کے وقت قدرے تحمل سے کام لیا جائے اور آمدنی کو بے جا طریقہ سے برباد نہ کیا جائے تو کاروبار کے مندا ہونے کی صورت میں پریشانی نہ ہو۔

یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف مہنگائی بڑھ رہی ہے اور معاشی مسائل میں اضافہ ہورہا ہے تو دوسری طرف فضول خرچی بھی بڑے پیمانہ پر کی جارہی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ فضول خرچی سے بڑی پریشانیاں سامنے آتی ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج کل بیاہ شادیوں کے موقع پر زیادہ خرچ کرنے کا رواج ہوگیا ہے۔ درمیانی شادی میں لاکھوں روپے خرچ ہونے لگے ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان لاکھوں روپیوں کے خرچ کرنے میں کوئی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ صورتحال یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنے بچوں کی شادیوں کیلئے رقم قرض کے طور پر لیتے ہیں اور بعد میں اسے ادا کرتے رہتے ہیں۔

معاشی مسائل سے نجات پانے اور مہنگائی جیسے حالات سے کامیابی کے ساتھ نمٹنے کیلئے اگر اسلام کے طریقہ اعتدال کے مطابق چلا جائے تو یہ طریقہ بہت مؤثر ثابت ہوگا۔ اسلام نے اعتدال کا طریقہ بتایا ہے یعنی ہر معاملہ میں انسان اعتدال پسندی سے کام لے۔ کسی کام میں کبھی اپنی طاقت وحیثیت سے زیادہ لگ جانا اور کبھی اس کو ترک کردینا نہ عقلمندی کی علامت ہے اور نہ کامیابی کی۔ عہد حاضر میں جبکہ انسان ایک دوسرے سے آگے نکلنے کیلئے بیتاب ہے اور اپنے ہدف کو پانے کیلئے شب و روز ایک کیے ہوئے ہیں، اسکے کامیابی سے دور ہونے کے زیادہ امکانات روشن ہوگئے ہیں۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ آج کا انسان اسے اپنی ترقی سمجھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقی معنوں میں اس کی ترقی یا کامیابی نہیں۔ بظاہر وہ شب روز ایک کرکے لوگو سے داد وتحسین تو وصول کرسکتا ہے یا اپنے ہدف کے قریب جاسکتا ہے مگر وہ اپنی مقبولیت کو کب تک برقرار رکھ سکتا ہے یہ کہنا مشکل ہے۔ عموماً دیکھنے میں آرہا ہے کہ لوگ گمنامی کے دھندلکوں سے نمودار ہوکر روشنی میں آتے ہیں مگر کچھ وقت کے بعد پھر سیاہ اندھیروں میں روپوش ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض لوگ غربت کے دائرہ سے نکل کر امیر بن جاتے ہیں جس کے باعث ان کے خیالات آسمانوں کو چھونے لگتے ہیں، رہنے کیلئے شاندار عمارتیں تعمیر کراتے ہیں، بیاہ شادیوں میں بے شمار رقم خرچ کرتے ہیں، اپنے تعیّشات کیلئے ڈھیر سارے سامان فراہم کرتے ہیں مگر کچھ روز کے بعد ان میں سے کتنے ہی اپنے اس حال سے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ جب اللہ نے ان کی محنت کا پھل انہیں دیا، انہیں طرح طرح کے انعامات سے نوازا، تو انہوں نے صبر وشکر کا مظاہرہ کرنے اور مال ودولت کو حساب سے خرچ کرنے کی بجائے، جہاں تہاں چاہا اسے لٹایا۔ نتیجہ یہ کہ ایک بار پھر غربت نے دستک دینی شروع کردی۔ ایسی صورتحال سے محفوظ رکھنے اور دائمی کامیابی کیلئے اسلام نے اعتدال سے کام لینے کو کہا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ صدقہ وخیرات کا وہ عمل جو اللہ کو بے حد محبوب ہے اور اس پر بڑے اَجر کا وعدہ ہے اس میں اعتدال سے تجاوز کرنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ کے نزدیک صدقہ وخیرات بالکل نہ دینا بھی باعث ملامت ہے، اور سب کچھ دینا اور پھر خود مجبور وپریشان پھرنا بھی ناپسندیدہ ہے، کیونکہ دونوں اعمال باعث زحمت ہیں۔ اگر مال ودولت ہونے کے باوجود مستحقین کو نہ دیا جائے تو غرباء، فقراء، مساکین اور حاجت مندوں کا حق مارا جاتا ہے، اور وہ فقر وفاقہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کے پاس آمدنی کے ذرائع نہیں ہیں اسلئے ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ صاحب ثروت لوگ اپنے اموال میں سے کچھ ان کو دے دیں، سبھی باحیثیت افراد تھوڑا تھوڑا ان کو دیں گے تو یقیناً ان کے گذربسر کا انتظام چلتا رہے گا، اسلئے مالدار لوگوں کے مالوں میں غرباء کا حق رکھا گیا ہے، دوسری صورت میں جبکہ سبھی کچھ دے دیا جائے تو پھر خود دینے والے کو پریشانی لاحق ہوجائے گی۔

موجودہ وقت میں بڑھتی مہنگائی سے نمٹنے کیلئے ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ لوگ فضول خرچی سے بچ جائیں جہاں ضرورت ہو وہاں خرچ کریں اور جہاں ضرورت نہ ہو وہاں خرچ نہ کریں، اسی طرح جتنے خرچ کی ضرورت ہو اتنا ہی خرچ کریں، ضرورت سے زیادہ خرچ یا خوامخواہ کی باتوں میں خرچ کرنے سے پرہیز کریں، اس طرح بڑھتی مہنگائی اور سامنے آنے والے نت نئے معاشی مسائل کا بآسانی سامنا کیا جاسکتا ہے۔☆

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

سکونِ دِل کی تلاش

عارفہ احسنی۔مرادآباد

یہ تو حقیقت ہے کہ آج ہر شخص سکون کی تلاش میں ہے ہر طرف بے سکون، بے اطمینانی کی شکایت ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی اقتدار اور بڑے عہدوں کا طالب ہے تو کوئی عمدہ گھر بنانے کی فکر میں ہے، کوئی دولت کا طلب گار ہے تو کوئی بیوی بچوں کا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ اسے سکون اور راحت اقتدار اور حکومت سے حاصل ہوتا ہے تو دوسرا طبقہ بادشاہت اور وزارت میں سکون کا طالب ہے، ایک شخص دولت کے انبار کو سکون کا ذریعہ سمجھ بیٹھا ہے اور اسکو حاصل کرنے کی لگن میں ہے جبکہ کچھ لوگ گھر بسانے اور بیوی بچوں کے شور شرابے شرارتوں کو دِلی سکون کا ذریعہ سمجھ بیٹھے ہیں الغرض سب کا مقصد حصول راحت سکون ہے، مگر افسوس ہیں پھر بھی بے سکون! آپ گھر سے باہر نکل کر دیکھئے کہ ہر ایک دوسرے سے زیادہ پریشان و مضطرب ہے کیونکہ حکومت واقتدار پر قابض شخص ہر وقت دُشمنوں کے نرغے میں ہیں کہ پتہ نہیں کب وہ اس کی زندگی کا خاتمہ کردیں۔ دوسری طرف دولت سے مالا مال شخص کو یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ پتہ نہیں کہ کب اس کا مال چور ڈاکو لے جائیں، اسلئے اس کا سکون راتوں کی نیند برباد ہے، مختصر یہ ہے کہ آج یعنی دَورِ حاضر میں اکثر وبیشتر لوگوں کے پاس دنیاوی عیش وآرام کی ہر وہ چیز مہیا ہے جس کا پہلے لوگوں نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا سخت گرمی سے بچاؤ کیلئے اور ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے ایئر کنڈیشن ہے تو دوسری طرف فریج کولر، ہفتوں اور مہینوں کا سفر لمحوں میں طے کرنے کیلئے فرفراٹی کاریں، ایروپلین گھر بیٹھے سالوں سے بچھڑے ہوئے لوگوں سے ملاقات کرنے کیلئے فون ہے، بتایئے کہ کون سی چیز ایسی ہے جو کہ انسان کو سکون پہنچانے والی نہیں ہے، مگر پھر بھی آپ اپنے آپ سے لیکر جس شخص کی طرف بھی نظر کریں گے سب کو غیر مطمئن پائیں گے جو لوگ بظاہر نہایت آرام وآسائش میں معلوم ہوتے ہیں اگر ہم اُن کی اندرونی حالت کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ مصیبتوں کے سارے خزانے اسکے پاس ہیں جیسا کہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ان کے استاذ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات کی اور کہنے لگا کہ آپ دُعا کیجئے کہ مجھے دُنیاوی کاموں میں سکون حاصل ہوجائے، انہوں نے کہا دُنیاوی کاموں میں کسی کو سکون حاصل نہیں ہوسکتا پھر وہی شخص دوبارہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پھر منع کیا لیکن تیسرے دِن پھر وہی شخص انکی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو خضر علیہ السّلام نے اس سے کہا کہ جاؤ کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو مکمل سکون کی زندگی گزار رہا ہو اور اس کو میرے پاس لے آ! پھر میں تیرے لئے اس جیسا ہونے کی دُعا کروں گا وہ شخص تلاش میں نکل جاتا ہے، وہ جس شخص سے بھی ملاقات کرتا اسے یہی جواب ملتا کہ ہم تو خود پریشان ہیں، بالآخر اسکی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو کہ بظاہر پُرسکون معلوم ہو رہا تھا اس کو کوئی پریشانی نہیں تھی اسکے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی، کیونکہ وہ ایک جوہری تھا اسکی اولاد تھی، نوکر چاکر تھے اسکے پاس مال تھا، اس شخص نے سوچا کہ اس جیسا ہونے کی دُعا کراؤنگا لیکن فوراً اس کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بھی گرفتار بلا ہو اور میں بھی اسکی طرح ہوجاؤں اسلئے یہ شخص اسکے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ مجھے بظاہر مطمئن نظر آرہے ہیں آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہے؟ کیونکہ میں آپ جیسا ہونے کی دُعا کراؤں گا، اس نے کہا تم مجھ جیسا ہونے کی دُعا مت کرانا کیونکہ میں بہت پریشان ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی میری طرح ہوجائیں۔ اب یہ شخص سمجھ گیا کہ دنیا میں کسی کو سکون نہیں ہے پھر یہ شخص خضر علیہ السّلام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ میرے لئے دُعا کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی سچی محبت کرنے والا بنائے اور نیک کام کرنے کی توفیق دے کیونکہ اسکے بغیر سکون حاصل نہیں ہوسکتا آپ اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ مال ہو یا اولاد، حکومت ہو یا دنیاوی کوئی بھی چیز، انسان کو قلبی سکون میسر نہیں کرسکتی تو آیئے پھر ہم تلاش کریں کہ سکون قلب کہاں ہے؟ اس کیلئے متوجہ ہوجائے اللہ رب العالمین کے کلام کی طرف جس کو آپ اور ہم سب بھولے ہوئے ہیں وہ قرآن کریم ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں اللہ نے ہر مرض کا علاج بتلایا ہے، اللہ کا کلام آپ کو اعلانیہ طور پر بتا رہا ہے: ''اَلَا بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اے بھولے بھٹکے مسافر تو سکون کو دُنیا میں تلاش کررہا ہے جب کہ اس کو میں نے ذکر اللہ میں رکھ دیا ہے۔

خوش ہوجائے کہ ہمیں ہمارے مرض کی دوا مل گئی لیکن ہمیں دیکھنا ہے کہ آخر ذکر کیا ہے؟ اس کو جواب تو یہ ہے کہ قرآن پڑھنا بھی ذکر ہے اور تسبیحات پڑھنا بھی استغفار پڑھنا بھی ذکر ہے اور درود بھی لیکن ذکر کا اصل مفہوم یہ ہے کہ بندہ ہر وقت یہ خیال کرے کہ اللہ میری ہر نقل وحرکت کو دیکھ رہا ہے، میرا ہر کام اس پر ظاہر ہے جب بندہ کو یہ خیال ہوگا تو وہ نافرمانی اور گناہ کے کام کرتے ہوئے ڈرے گا کہ اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے، جیسا کہ اگر ہم کسی بادشاہ کے ماتحت ہوں پھر اس کے لاگو کردہ اصولوں کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ اگر ہم اس کے خلاف کریں گے تو ہم کو سزا ملے گی جس کے خوف سے ہم وہ کام نہیں کرتے ہیں بالکل اسی طرح سے ہمیں ہر کام کرتے وقت اس بات کا خوف ہوگا کہ بادشاہوں کا بادشاہ احکم الحاکمین ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم بہت کم گناہ کریں گے اور جب ہمارے گناہ کم ہوں گے تو قدرتی طور پر ہمیں سکون حاصل ہوگا، آج کا ہر شخص گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، اسی وجہ سے عیش وآرام کی ہر چیز مہیا ہونے کے باوجود پریشان ومضطرب ہے جب کہ ہمارے اکابرین بزرگان دین چین وسکون کی زندگی گزار کر گئے ہیں کیونکہ وہ دنیا سے بے بہرہ اور آخرت کی فکر میں تھے دُنیا کی کوئی پریشانی انہیں پریشانی معلوم نہیں ہوتی تھی، اللہ کی یاد ہر پل ان کے اندر سمائی ہوئی تھی اور وہ اللہ کی جانب سے ذرہ برابر بھی نا اُمید نہیں ہوئے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ دنیا اور اس کی ہر مصیبت عارضی ہے اور انہیں نبی کریمؐ کے اس قول پر پورا یقین تھا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ اس کو ایک کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ اسکے گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جب کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو دُنیا ہی میں اس کو سزا دے دیتا ہے، جس کی وجہ سے اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب کسی بندے کو آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہے تو اس کے گناہوں کے سبب جو دنیا میں مصیبت آتی اسکو روک لیتا ہے // بقیہ صفحہ 6 پر.........

قیلولہ سے ہوتا ہے یادداشت میں اضافہ

امریکی سائنسدانوں نے پتہ چلایا ہے کہ تین سے پانچ سال کی عمر کے بچوں میں لنچ کے بعد ایک گھنٹے کی نیند اُن کی ذہنی قوت کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے، یونیورسٹی آف میساچوسٹ ایمر ہرسٹ کے تحقیق دانوں نے چالیس بچوں پر تحقیق کے بعد اپنی مختصر رپورٹ پیش کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ تین سے پانچ سے کے بچوں کے قیلولہ کے فوائد اگلے دن تک جاری رہتے ہیں۔ اس تحقیق کے مصنف نے کہا ہے کہ دن کو ایک گھنٹے کی نیند ابتدائی تعلیم اور یادداشت کو مستحکم کرنے میں انتہائی اہم ہے۔ تحقیق دانوں کے مطابق قیلولہ کرنے والے بچوں نے شکل وحجم کو پرکھنے کے ٹسٹ میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ قیلولہ کے بعد بچوں کی یادداشت میں اس دن کے مقابلے میں جب بچوں کو قیلولہ کی اجازت نہیں دی گئی تھی، میں دس فیصد بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ تحقیق کے دوران چودہ بچوں کو تحقیق کاروں کو سلیپ لیبارٹری میں نیند کے دوران بچوں کے ذہنی معائنے سے پتہ چلا ہے کہ بچوں کے ذہن کے سیکھنے والے حصوں میں زیادہ سرگرمی دیکھنے میں آئی ہے۔ تحقیقاتی ٹیم کے رہنما ریبکا سپنسر کے مطابق ان کی تحقیقاتی ٹیم نے پہلی بار ایسی شہادت پیش کی ہے کہ قیلولہ بچوں کی پڑھائی اور ذہنی قوت کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان میں قیلولہ کی عادت ختم ہوجاتی ہے لیکن کم عمر بچوں میں اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ برطانیہ کے رائل کالج آف پیڈیاٹرکس کے سربراہ ڈاکٹر رابرٹ سکارٹ روپ کے مطابق سائنسدانوں کو گذشتہ کئی ہفتوں سے یہ معلوم ہے کہ مختصر نیند سے بالغوں کی ذہنی کارکردگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے لیکن اب تک ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ قیلولہ کم عمر بچوں کی یادداشت کیلئے بھی مفید ہے، انہوں نے کہا یہ یہ تحقیق انتہائی اہم ہے کیونکہ ابھی تک اسکول سے پہلے بچوں کی تربیت کرنیوالے اداروں کی دن کو بچوں کی نیند کے بارےمیں رائے بٹی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ چاق وچوبند بچوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں میں گیارہ سے تیرے گھنٹے نیند کرلیں، انہوں نے کہ کہ اب ہمیں پتہ چلا ہے کہ دن کی نیند بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی رات کی۔

اسلحہ کی دوڑ بند ہو

اقوام متحدہ// پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۶۸ ویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان اور پاکستان سے اسلحے کی دوڑ میں بے پناہ پیسہ خرچ کیا ہے اور دونوں ملکوں کو عوامی تباہی کے ہتھیار بنانے کے بجائے برصغیر میں نئے دَور کا آغاز کرنا چاہیے اور پیسے کا استعمال عوام کو اقتصادی ترقی کے وسائل مہیا کرنے پر خرچ کرنا چاہیے۔ انہوں نے بامعنی جامع مذاکرات کی حمایت کی۔

DARUL ULOOM SAWA-US-SABEEL EDUCATIONAL INSTITUTE KHANDIPORA KULGAM

ADMISSION OPEN

"SUCCESS OF BOTH THE WORLDS"

"Committed to the Excellence"

"Under the guidance of Maulana Hamidullah Sahib Damat Barkatuhum"

The School offers admission from Class Nursery to 10th (Boys & Girls) for the academic session 2013-14.

Salient Features:

1. Complete and obligatory veil (Pardah) for girls from class 6th onwards.
2. The School starts functioning with the "Tilawat- e- Qur'an" and "Deen kee Batein".
3. Memorization of Qur'an and Hadith with english translation.
4. Eco- friendly and pollution free brand location.
5. Learning by doing, activity based methods of teaching - learning.
6. Features that make learning fruitful and enjoyable.
7. Well Qualified, experienced, committed and trained faculty of teachers to give your children the best academic base.
8. Science, Mathematics, Computer Science with state of the art labs and library.
9. Special measures for orphans, poor and deserving students.
10. Affordable fee structure.
11. Advisory board of qualified scholars from Islamic and academic fields.
12. Periodic check- up by a board of expert doctors.
13. Boarding facility for boys only.

So rush now to get your Wards admitted at the earliest.

Principal

DUSSEI Khandipora Kulgam

For more details contact **Cell No's: 9906431306, 9622627265**

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

01 نومبر 2013ء جمعۃ المبارک

نگاہِ نبوت ﷺ میں رزق اور عمر کی برکت

جن وانس کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے: " مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبسَطَ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنسَأَ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ" (رواہُ البخاری) یعنی جسے اس بات کی تمنا ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ رحمی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا رہے۔

ایک شخص نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلّی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس کے بعد بعد کون؟ آپ صلّی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر دریافت کیا: اس کے بعد کون زیادہ حق دار ہے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اس کے بعد تیرا باپ۔ (رواہُ البخاری۔ کتاب الادب)

آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا فرمائی۔ پھر جب سب کچھ پیدا فرما چکا تو رحم اُٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے رحمٰن کا دامن تھام لیا (یعنی خوب زاری کر کے اللہ کو منوایا) پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا: رشتہ داری کا ناتا توڑنے سے میں تیری پناہ طلب کرنے کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو صلہ رحمی کرے میں بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور مہربانی سے پیش آؤں۔ اور جو (مادری) رشتہ توڑے میں بھی اس پر رحم نہ کروں۔ رحم نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے رب، فرمایا: تو یہ حق تجھے مل گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم کو ثبوت چاہیے تو یہ آیت پڑھ لو: "اب اگر تم اُلٹے منہ پھر گئے تو تم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ زمین میں فساد مچاؤ اور ایک دوسرے سے قطع قرابت کرو" (محمد: ۲۲) (اخرجہ البخاری۔ کتاب التفسیر)

اللہ اور اسکے آخری رسول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے گھروں کے اندر امن وامان اور محبت وشفقت دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے جن بنیادی اور لازمی روابط اور ضوابط کی ضرورت ہے ان سب چیزوں کی تعلیم اسلام دیتا ہے ان کی حفاظت کیلئے بڑی تاکید اور ترغیب سے کام لیا اور ان کو ضائع کرنے پر سخت وعیدیں سنائی۔

دورِ حاضر میں بہت مسلمان مغرب کے زہریلے ماحول سے متاثر ہو کر ان مبارک تعلیمات کو پامال کر رہے ہیں اسلئے برکتیں اُٹھ گئیں والدین، برادروں، ہمشیروں وغیرہ کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہے اور دوستوں کے ساتھ اچھا سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہتا دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا جائے بلکہ یہ عرض کرنا چاہوں کہ والدین، برادروں، بہنوں وغیرہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اچھا سلوک کرنا چاہیے اور عبادت سمجھ کر صلہ رحمی کرنا چاہیے، خاندانوں اور قبیلوں کے اندر بہت وسیع شگافیں واقع ہوئی ہیں، اور اصل وجہ مادہ پرستی، دُنیا پرستی ہے۔ اگر دُنیا اور مال ودولت دین کیلئے استعمال کی جائیں تو یہ رشتے توڑے نہیں جائیں گے بلکہ ٹوٹ جانے سے حفاظت کی جائے گی۔

زندگی کا سرور ایمان صحیح اور حُسن بندگی میں ہے۔ آدمی اپنی ذاتی اغراض کیلئے دولت سمیٹ سمیٹ کر رکھ لیتا ہے اور اُسے راحت کا سامان سمجھتا ہے حالانکہ دُنیا ہی میں اکثر کیلئے یہ دولت بے قراری کا سبب بن جاتی ہے۔ کفار اور ملحدوں کیلئے اس میں کچھ راحت اور سرور ضرور محسوس ہوتا ہوگا اس کی وجہ یہی ہے کہ جو دُنیا ہی میں سب کچھ لینا چاہتا ہے اس کیلئے تکوینی طور پر اسی کے موافق فیصلہ کیا جاتا ہے، لیکن بالآخر وہ جہنم میں جائیگا، "جو شخص دُنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دُنیا میں جتنا چاہیں گے (اور) جسکے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دے دیں گے، پھر اس کیلئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندۂ (درگاہ) ہو کر داخل ہو گا۔" (الاسراء: ۸۱) اسلئے مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ دینی تقاضوں پر خرچ کرنے سے ہرگز پیچھے نہ ہٹے اور حقوق وحدود کی پامالی سے پرہیز کرے، رحمی رشتوں کو جوڑے رکھے تو بفضل اللہ نزولِ برکات کا سلسلہ دُنیا ہی میں جاری ہوگا۔

(حمید اللہ لون۔ عفی عنہ)

جواهر القرآن

سورۃ الّیل قسط :10 (آیت ۱۲۔ ۲۱)

اس حقیقت کو صاف صاف بیان کر دینے کے بعد فرمایا "پس ہم تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکے ہیں کہ اس میں صرف وہی بدبخت ہوگا جس نے دین حق کو جھٹلایا اور روگردانی کی یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نیک وبد کی رہنمائی صاف صاف فرمادی تو انسان کیلئے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں باقی رہتی کہ وہ اپنی تباہی کیلئے کوئی عذر پیش کر سکے اب اگر وہ ہلاکت وبربادی کے گڑھے میں گر کر تباہ وہلاک ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری خود انسان پر ہے، اللہ تعالیٰ نے تو اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کتاب کے ذریعہ صاف صاف بتادیا کہ انسان اگر کفر وشرک، عصیان ونافرمانی کی غلط راہ پر چلے گا تو اس کا انجام ایک شعلہ زن اور بھڑکتی ہوئی آگ کے سوا اور کچھ نہیں اور اس آگ میں وہی ڈالا جائے گا جو خود اپنی بدبختی سے اپنے آپ کو اس کا مستحق بنالے گا، جو اپنی خواہشات میں اندھا ہو کر رسول کی بات اور دین حق کو جھٹلائے گا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑے گا، اور اپنی لگام اپنے نفس یا اپنے ہی دوسرے جیسے انسانوں کے ہاتھوں میں دے کر خود اپنی تباہی اور جہنم میں جانے کا انتظام کرے گا۔

آگے ایسے بدبخت شخص کے مقابلہ میں اس نیک بخت شخص کو پیش کیا جارہا ہے جو اس جہنم سے دُور رکھا جائیگا، چنانچہ فرمایا "جہنم کی آگ سے ایسا شخص دُور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے" یعنی دُنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایات پر چلتا ہے اور ہر ہر قدم پر اللہ کی مرضی کے خلاف کاموں سے بچتا ہے اور اللہ کی ناخوشی سے ڈرتا ہے گویا ایسے نیک بخت لوگوں کی پہلی صفت تقویٰ ہوئی۔ دوسری صفت فرمائی گئی "جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ گناہوں سے پاک ہوجائے یعنی اللہ کے دیئے ہوئے رزق ومال میں سے وہ اللہ کے بندوں کو دیتا ہے اور اسطرح مال خرچ کرنے سے اس کی نیت اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ وہ روحانی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ مال کا خرچ چاہے اپنی جائز ضروریات کی تکمیل کیلئے ہو یا اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے ہو یا اپنے اعزا واقرباء کی خبرگیری کیلئے ہو یا محتاجوں اور غریبوں کی امداد کیلئے ہو یا رفاہِ عام کے کاموں کیلئے ہو یا دین کی اشاعت اور جہاد کیلئے ہو، بہر حال اگر وہ خرچ اللہ تعالیٰ کے قوانین اور ہدایات کے مطابق ہو اور خاص اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہو تو اس سے نفس کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، آگے ارشاد ہے: "مال کے وہ صرف اور خرچ جن کا مقصد اللہ کی خوشنودی کے علاوہ کچھ اور ہو مثلاً لوگوں میں شہرت ونیک نامی حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا۔ (جاری)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

شہر یا بستی میں داخل ہونے کی دُعاء

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَسْئَلُکَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا"

اے اللہ! ربّ ساتوں آسمانوں اور اُن چیزوں کے جن پر سایہ کئے ہوئے ہیں، اور ربّ ساتوں زمینوں اور ان چیزوں کے جن کو یہ اُٹھائے ہوئے ہیں! اور ربّ شیطانوں کے وران کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے، اور ربّ ہواؤں کے اور ان چیزوں کے جو انہوں نے اُڑائی ہیں، میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس بستی کی بھلائی کا اور اس کے باشندوں کی بھلائی کا، اور اس بستی میں موجود چیزوں کی بھلائی کا اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کے باسیوں کے شر سے اور (ان چیزوں کے) شر سے جو ان میں ہیں۔

(حاکم نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی: ۲/ ۱۰۰، ابن السنی: ۵۲۴)

بازار میں داخل ہونے کی دُعاء

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (ترمذی حدیث: ۳۴۸۴، حاکم: ۱/ ۵۳۸)

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا، اسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے سب تعریف ہے، وہی زندگی دیتا اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہیں وہ مرتا، اسی کے ہاتھ میں ہے سب بھلائی، اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

www.khanqah.in

علم نحو سیکھئے۔35

سوال: تنازع فعل کی مفروضہ چار صورتوں میں عمل دلانے کے اعتبار سے جمہور اور امام فراء کا کیا اختلاف ہے؟

جواب: جمہور نحوی کے نزدیک مفروضہ چار صورتوں میں بغیر تعین کے جس کو چاہیں عمل دلائیں کیونکہ جمہور کے نزدیک دوسرے فعل کو اگر عمل دلانے کے بعد پہلے فعل میں ضمیر لائیں گے اور رہی بات اضمار قبل الذکر کی تو بغرض تفسیر صحیح اور جائز ہے۔

اور امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت میں پہلے فعل کو عمل دلائیں گے کیونکہ اگر دوسرے فعل کو عمل دلائیں گے تو دو خرابیاں لازم آئیں گی، ایک تو اضمار قبل الذکر اور دوسرے فاعل کا حذف کرنا اور یہ دونوں چیزیں ممنوع ہیں۔ (ہدایت النحو: ۲۲)

سوال: بِصریین اور کوفین کا قول مختار کیا ہے؟

جواب: بصریین کے نزدیک چاروں صورتوں میں دوسرے فعل عمل دلایا جائے گا قرب و جوار کا اعتبار کرتے ہوئے کیونکہ اس صورت میں عامل اور معمول کے درمیان فصل لازم نہیں آئے گا اور کوفین کے نزدیک پہلے فعل کو چاروں صورتوں میں عمل دلایا جائے گا تقدیم کا اعتبار کرتے ہوئے کیونکہ جو چیزیں مقدم ہوتی ہے وہی دوسرے کے بالمقابل زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ (ہدایت النحو: ۲۲)

سوال: بصرئین کے قول کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب: بصرئین کے قول کی تفصیل یہ ہے کہ دوسرے فعل کو عمل دینے کے بعد دیکھو پہلے فعل کو فاعل کا تقاضا کرتا ہے یا مفعول کا، پس اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو دوسرے فعل کے فاعل اسم ظاہر کے مطابق پہلے فعل میں فاعل کی ضمیر لاؤ، جیسا کہ تم کہو گے جبکہ دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں: ''ضَرَبَنِی وَاکرمَنِی زیدٌ'' ضَربانی واکرمنی زید، ضربونی واکرمنی زید۔ نیز تم کہو گے جب کہ دونوں میں سے ایک فاعل کا اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے ضَربنی واکرمتُ زیداً، ضَربانی واکرمتُ زیدے، ضَربونی وَاکرمتُ زیدین۔ اور اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہے تو دیکھو دونوں فعل جو تنازع کرتے ہیں افعال قلوب سے ہیں یا نہیں پس اگر نہیں ہے تو پہلے فعل کے مفعول کو حذف کردو کیونکہ یہ فُضلہ ہے ضمیر مفعول کی لانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ تم کہو گے جب کہ دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں۔ ضَرَبتُ وَاکرمتُ زیداً، ضَرَبتُ واکرمتُ الزیدَین، ضَرَبتُ واکرمتُ الزیدین۔ نیز جیسا کہ تم کہو گے جب کہ دونوں فعل میں سے ایک مفعول کا اور دسرا فاعل کا تقاضا کرے ضَرَبتُ واکرمنی زیدٌ۔ ضَرَبتُ واکرمنی الزیدان۔ ضَربت واکرمنی الزیدون۔ اور اگر دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں تو پہلے فعل کے مفعول ظاہر کرنا ضروری ہے کیونکہ افعال قلوب میں مفعول کا حذف کرنا اور ذکر سے پہلے مفعول کا لانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ تم کہو گے ''حسبنی منطلقاً وحسبت زیداً منطلقاً''۔ (ہدایت النحو: ۲۳)

NEW GOUSIA EDUCATIONAL INSTITUTE
MOHIPORA
Cell No's: 9797204145

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact Nos: 9419040053

شِرک ایک عظیم گناہ ہے اس سے بچتے رہو!

حافظ مشتاق احمد۔ کولگام

''یہ لوگ اللہ کے سوا صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور نہیں پکارتے مگر شیطان کو، جو سرکش ہے جس پر اللہ نے لعنت کی، اور شیطان نے کہا میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لے لوں ا اور میں ان کو گمراہ کروں گا۔ اور اُمیدیں دلاؤں گا اور ان کو تعلیم دوں گا سو وہ جانوروں کے کانوں کو کاٹیں گے اور میں ان کو تعلیم دونگا سو وہ اللہ کی بنائی ہولی صورتوں کو بدلا کریں گے، اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنا لے سو وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور ان کو آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف فریب والے وعدے کرتا ہے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے'' (النساء: ۱۱۷ تا ۱۲۱)

ان آیتوں میں شرک کی بعض صورتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، شرک اور کفر اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کا ہر کام یہ سب شیطان کے سمجھانے سے اور اس کے راہ بتانے سے وجود میں آتے ہیں۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہسے جو مجھے گمراہ قرار دیا ہے تو میں اس کا بدلہ بنی آدم سے لے لوں گا۔ آدم کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی طرف لگالوں گا تھوڑے بہت ہی لوگ بچیں گے۔ اکثر لوگوں کو اپنی اطاعت پر ڈال دونگا۔ جب حضرت آدمؑ دنیا میں آئے اور اُن کی ذریت پھیلنی شروع ہوئی اور شیطان مردود بھی دنیا میں آ گیا جو اپنی شرکشی کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو چکا تھا تو اس نے انسانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت وتوحید چھڑا کر کفر اور شرک پر لگا دیا۔ بتوں کی پوجا کرنے کی تعلیم دی اور بتوں کے نام بتائے اور ان کے زنانے نام رکھوائے۔ اہلِ عرب نے جو بت تراش رکھے تھے ان میں لات اور منات اور عزیٰ کے نام معروف ومشہور ہیں یہ سب نام نسوانی ہیں یعنی ان کے لفظوں میں تانیث ہے۔ ہندوستان کے مشرکین میں جیسے کالی دیوی اور درگی وغیرہ مشہور ہیں ایسے ہی عرب میں بتوں کے نام زنانے تھے۔ یہ سب شیاطین کے بنائے ہوئے نام تھے۔ وہ لوگ ان بتوں کو سجدہ بھی کرتے ہیں ان کی نذریں بھی مانتے ہیں اور ان کے نام پر جانور بھی چھوڑتے ہیں اور نشانی کی لئے کان چیر دیتے ہیں یا کانوں میں سراخ کردیتے ہیں تا کہ یہ نشانی رہے کہ یہ بُت کے نام چھوٹے ہوئے ہیں، جو کچھ شیطان نے کہا تھا اس نے بنی آدم سے وہ سب کچھ کروالیا۔ اکثر بنی آدم نے دشمن کی بات مان لی اور خالق و مالک جلّ مجدہ کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔ شرک اختیار کر لیا اور توحید سے منہ موڑ لیا۔ کانوں کو چیرنا اور سوراخ کرنا بہت سے نام نہاد مسلمانوں میں بھی ہے۔ بچوں کے کان چھید دیتے ہیں اور ان میں کوئی بندہ وغیرہ ڈال دیتے ہیں اور اس کا نام بندور کھ دیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے بچہ زندہ رہے گا۔ جو قومیں ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہوئیں اور اسلام کو پڑھا اور سمجھا نہیں ان لوگوں میں دین سابق کے شرک کے اثرات باقی رہ گئے۔ قبروں کی پرستش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ بتوں کو چھوڑ کر قبروں پر شرک کرنے لگے۔ یہی قبر پرست، اگر ان سے بُت کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے تو کبھی نہیں کریں گے اور قبروں کو سجدہ کرنے میں میں کچھ نہیں سمجھتے حالانکہ غیر اللہ ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

تغیر خلق اللہ: ابلیس نے یہ بھی کہا تھا وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کہ میں بنی آدم کو سکھاؤں گا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو بدل ڈالیں، شیطان اس کی بھی تعلیم دیتا ہے اور لوگ اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں جو بنی آدم میں رواج پائی ہوئی ہیں۔ مشہور ترین تو یہی ہے کہ داڑھیاں مونڈی جاتی ہیں آج کی دنیا میں شاید ہی ایسا کوئی گھر ہو جس میں داڑھی نہ مونڈی جاتی ہو اس کے علاوہ گودنا بھی رواج پذیر ہے سوئی سے گود کر رنگ بھر دیتے ہیں۔ اس سے جس پر کئی طرح کی تصویریں بنا لیتے ہیں۔ ہندوؤں میں تو گودنے کا زیادہ رواج ہے مگر مسلمان بھی گودنے کا کام کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت کو گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور ان عورتوں پر جو ابرو (یعنی بھنوؤں) کے بال چننے) والی ہیں (تا کہ بھنوئیں باریک ہو جائیں) اور خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ بات سن کر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ اس طرح عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں پر کیوں نہ لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی، جو جن پر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لعنت آئی ہے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے سارا قرآن پڑھ لیا مجھے تو یہ بات کہیں نہ ملی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے ضرور یہ بات مل جاتی کیا تو نے یہ نہیں پڑھا: ''اور رسول تم کو جو (ہدایت) دے اسے قبول کرلو اور جس چیز سے روکے اس سے رُک جاؤ'' یہ سُن کر وہ عورت کہنے لگی کہ ہاں یہ تو قرآن میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے جن کاموں کے کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کی رو سے بھی ان کاموں کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکیں ان سے رُک جاؤ۔ کسی انسان کو خصی کرنا یا خود خصی ہونا یہ بھی تغیر خلق اللہ میں شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو کسی کو خصی کرے اور جو خود خصی ہو'' (رواہ فی شرح السنہ کمافی المشکوٰۃ صفحہ ۴۹) ختنہ کرنا اور ناخن کاٹنا اور جن بالوں کے صاف کرنے کا شرعاً حکم دیا گیا ہے جیسے بغلوں کے اور زیر ناف بال وہ حکم شرعی ہونے کی وجہ سے اس تغیر میں داخل نہیں ہیں جس کا شیطان نے حکم دیا بلکہ بعض قوموں کو تو اس نے ان جگہوں کے بالوں کو بڑھانے کا بھی حکم دے رکھا ہے جیسے کہ سکھ کرتے ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے حکم پر چلے۔

شیطان مردود سے دوستی کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ صریح نقصان میں چلا گیا اور یہ نقصان آخرت کا عذاب ہے جو شیطان کی دوستی کے نتیجے میں ہمیشہ بھگتنا پڑے گا۔ پھر فرمایا: ''يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيهِمْ ......'' ''شیطان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے''۔ اللہ کی رضامندی کے جو کام ہیں ان کے خلاف ابھارتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا کرو گے تو اس تکلیف میں پڑ جاؤں گے اور ایسی ایسی لذت سے محروم ہو جاؤ گے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''شیطان تم سے تنگدستی کے وعدے کرتا ہے یعنی یہ ظاہر کرتا ہے کہ نیک کاموں میں خرچ کرو گے تو تنگدست ہو جاؤ گے اور تمہیں بُرائیوں کا حکم دیتا ہے''۔ آرزوئیں دلانے کا مطلب یہ ہے کہ جوانوں کو کہتا ہے کہ دل کھول کر گناہ کرلو بڑی زندگی پڑی ہے، توبہ کر لینا۔ کوئی بوڑھا شخص توبہ کرنا چاہے تو اس سے کہتا ہے ابھی تو تمہاری عمر اچھی خاصی ہے ابھی تھوڑا ہی مر رہے ہو۔ اسی طرح کوئی حلال کمائی میں لگے تو اس سے کہتا ہے کہ میاں اتنے ذرا سے پیسوں میں کیا ہوگا دنیا کما کھا رہے ہے تو ہی کو تقویٰ سوار ہے۔ ایسی باتیں سمجھا کر حرام آمدنی اور حرام کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور اس میں بڑے بڑے فائدے بتاتا ہے اور اس طرح سے شیطان کے بہت سے وعدہ ہوتے رہتے ہیں اور وہ آرزوئیں دلاتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ محض دھوکہ اور فریب ہوتا ہے اس کی باتوں میں آ کر خدا پاک کا نافرمان بن جانا اپنے کو عذاب دوزخ میں دھکیلنا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے لگیں گے تو کوئی راہ بچنے کی اور فرار کی نہ پائیں گے۔ اسی کو یوں فرمایا: ''اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے''۔

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

حیض کے مسائل واحکام-2

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب۔ مدظلہ العالی

سوال: حیض کے بارے میں وضاحت فرمائیے کہ حیض والی عورت کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عمر، حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت نیز حالتِ حیض کے احکام اور مسائل کیا ہیں؟

جواب: وباللہ التوفیق: اگر حیض پوری مدت دس دِنوں (احناف کے مسلک پر) آیا تو خون بند ہونے کے ساتھ ہی عورت سے جماع جائز ہے، اگر اس مدت سے پہلے ہی خون بند ہو گیا تو غسل کرنے کے بعد ہی جماع درست ہوگا، غسل نہ کرے تو کسی نماز کا اتنا وقت گذر جائے کہ غسل کر کے تحریمہ باندھ سکتی ہو، پانی میسر نہ ہو تو صرف تیمّم کافی نہیں، تیمّم کر کے نماز ادا کر لے، اب اس سے جماع جائز ہوگا، بہر حال حیض کے ختم ہونے کے بعد عورت پر واجب ہے کہ وہ غسل کرے تاکہ وہ عبادت کے لائق ہو سکے۔

اسلام کا اعتدال وتوازُن

حیض کے ان احکام پر ایک نظر ڈال کر اسلام کے کمال اعتدال وتوازن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ایک طرف بوجہ ناپاکی کے پاک ومحترم مقامات اور چیزوں سے ان کو دُور رکھا گیا اور بعض عبادات ان سے معاف کر دی گئیں، بتقاضائے نظافت اور اصول صحت کی رعایت کرتے ہوئے جماع کو منع فرمایا گیا مگر بعض مذاہب کی طرح اور خود ما قبل اسلام زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق عورتوں کو اچھوت بھی نہ بنایا گیا اور حائضہ کے ساتھ ہم خوابی کی اجازت دی گئی، ہم طعامی میں کوئی قباحت نہ سمجھی گئی، ان کے جسم کو حقیقی نجاستوں کی طرح گھن کرنے کے لائق نہ مانا گیا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم حالت اعتکاف میں ہوتے اور حضرت عائشہؓ اسی حالت میں مسجد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے باہر رہتے ہوئے سر مبارک میں کنگھا کرتیں، بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی حائضہ ازواج کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید کی قرأت فرماتے، حیض کی حالت میں چونکہ عورتوں کے مزاج میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اسلئے خصوصیت سے اس حالت میں طلاق دینے سے منع فرمایا، کہ ایسی طلاق سنجیدہ غور وفکر کا نتیجہ نہ ہوگی بلکہ عورت کی زود رنجی کا ردِ عمل ہوگی اور اس طرح کی معمولی رنجش اور تکدر پر طلاق کی گنجائش نہیں۔

حائضہ عورت کو حیض سے فراغت کے بعد خاص طور پر صفائی، ستھرائی کی ہدایت دی گئی، فرمایا گیا کہ چوٹی کھول کر سر دھوئیں، غسل کے بعد کنگھی کریں، بدن میں خوشبو ملیں، (بخاری: ۱/ ۴۵) خاص طور پر شرمگاہ میں بھی خوشبو کا استعمال کریں، (بخاری: ۱/ ۴۵ **باب الطیب للمرأۃ عند غسلها من الحیض**) یہ سارے احکام استحبابی ہیں، اور نظافت کے پیش نظر ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: آج کل اختلاط مرد وزن عام ہے، جو کہ شاید اَب گناہ کی بات بھی سمجھی نہیں جاتی۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ شریعت کی رو سے ہمیں اس کے بارے میں وضاحت فرمائے؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ عورتوں اور مردوں کا بے محابا اختلاط دنیا کی پوری تاریخ میں حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی زمانہ میں درست نہیں سمجھا گیا۔ صرف اہلِ شرائع ہی نہیں دنیا کے عام شریف خاندانوں میں بھی ایسا اختلاط کو روا نہیں رکھا گیا۔ حضرت شعیبؑ کی دو لڑکیوں کا واقعہ قرآن کریم (سورہ القصص پارہ نمبر ۲۰) میں آیا ہے۔ یہ لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے بستی کے کنوئیں پر پہنچیں جہاں پہلے ہی لوگوں کا ہجوم تھا جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ یہ لڑکیاں ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ حضرت موسیٰؑ کا وہاں سے گذر ہوا تو ان لڑکیوں کو علیحدہ کھڑے دیکھ کر سبب پوچھا۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اس کے دو سبب بتائے:

۱) ایک یہ کہ اس وقت یہاں مردوں کا ہجوم ہے اور ہم اپنے جانوروں کو اس وقت پانی پلائیں گی جب یہ فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔

۲) دوسری بات یہ کہ ہمارے والد بوڑھے اور ضعیف ہیں۔

آخری بات میں اس طرف اشارہ ہے کہ جانوروں کو پانی پلانے کے لئے نکلنا عرف و عادت کے اعتبار سے عورتوں کا کام نہیں ہے مگر والد صاحب کے ضعف، مجبوری اور کسی دوسرے آدمی کے موجود نہ ہونے کے سبب انہیں یہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ کی شریعت میں بھی عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ چلنا اور ان سے بے محابا اختلاط پسندیدہ نہیں تھا اور ایسے امور جن کی بجا آوری میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہو عورتوں کے سپرد نہیں کئے جاتے تھے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے نزولِ حجاب کے حکم سے قبل بھی عورتوں اور مردوں میں بے محابا اختلاط اور بے تکلفانہ ملاقات و گفتگو کا رواج شریف لوگوں میں کہیں نہ تھا۔ قرآنِ کریم میں جس جاہلیت اولیٰ اور عورتوں کی انتہا درجہ کی عریانیت کے رواج کا ذکر ہے وہ بھی عرب کے شریف خاندانوں میں نہیں بلکہ لونڈیوں اور آوارہ عورتوں میں رائج تھا۔ عرب کے شریف خاندان اس کو معیوب سمجھتے تھے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہندوستان میں ہندومت، بدھ مت اور دیگر مشرکانہ مذاہب والوں میں بھی عورتوں اور مردوں کا بے محابا اختلاط ناپسندیدہ تھا۔ مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے دعوے اور بازاروں اور سڑکوں پر پریڈ کرنے سے لے کر تعلیم حاصل کرنے تک تمام شعبہ ہائے زندگی میں مرد وزن کے بے تکلفانہ اختلاط، ضیافتوں اور کلبوں میں بے تکلف ملاقاتوں کا سلسلہ یورپین اقوام کی بے حیائی اور فحاشی کی پیداوار ہے جس میں یہ اقوام اپنے مذہب کی اقدار سے ہٹ جانے کے باعث مبتلا ہوئیں ورنہ قدیم زمانہ میں ان کی یہ حالت نہ تھی۔

حق تعالیٰ نے جس طرح عورت کی جسمانی تخلیق کو مردوں سے ممتاز رکھا ہے اسی طرح ان کی طبیعتوں میں بھی حیاء کا ایک فطری جوہر رکھا ہے جو ان کو فطری طور پر مردوں سے الگ تھلگ رہنے اور حجاب کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ حیاء کا یہ فطری اور طبعی پردہ عورتوں اور مردوں کے درمیان ابتداء آفرینش سے حائل رہا ہے۔ ابتداء اسلام میں بھی پردہ کی یہ نوعیت برقرار تھی۔

پردہ کا یہ خاص حکم کہ عورتوں کا اصل مقام گھر کی چار دیواری ہے اور اگر کسی شرعی ضرورت سے باہر نکلنا ہو تو پورے بدن کو چھپا کر نکلیں ہجرت کے بعد ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ صنفِ نازک کی وضع وساخت فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ خالقِ فطرت نے اس کے گھر سے نکلنے کو پسند نہیں کیا تاکہ گوہر آبدار ناپاک کی نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے۔ ارشادِ ربّانی ہیں: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (احزاب ۳۳) ''اور جمی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر'' یہاں پہلی جاہلیت سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے۔ جس میں عورتیں بازاروں میں بے حجاب اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلی جاہلیت کا ذکر کر کے یہ پیشگوئی کر دی کہ انسانیت پر ایک دوسری جاہلیت کا دور بھی آنے والا ہے جس میں عورتیں اپنی فطری حیاء کو جاہلیتِ جدیدہ کے سیلاب کی نذر کر دیں گی۔ قرآن کریم کی طرف صاحبِ قرآن نے بھی صنفِ نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلا ضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناپسند فرمایا ہے **وعن ابن مسعودؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان** (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص ۲۶۹) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سراپا ستر ہے پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے (یعنی شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے)۔ اس حدیث میں المرأۃ کا لفظ آیا ہے جو کہ عورت کا لفظی ترجمہ ہے۔ عورت سراپا ستر ہے یعنی جس طرح ستر کو عام نظروں سے چھپایا جاتا ہے اسی طرح عورت بھی ایسی چیز ہے جس کو بیگانے مردوں کی نظروں سے چھپ کر پردہ میں رہنا چاہئے اور جس طرح سب کے سامنے ستر کھولنا ایک بُرا فعل سمجھا جاتا ہے اسی طرح عورت کا بھی لوگوں کے سامنے آنا بُرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دقتِ نظر اور خواتین کی عزت وحرمت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں ادا کرے اور اس کا اپنے مکان کے کمرہ میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور پچھلے کمرہ میں نماز پڑھنا آگے کے کمرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے'' (ابوداؤد)

غور کریں کہ مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے قانونِ ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کر کے فرمایا کہ عورت کا فلاں حصہ میں نماز پڑھنا فلاں حصہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ آج کے معاشرہ پر غور کیجئے کہ عورت مرد کے شانہ بشانہ چلنے پر اصرار کرتی ہے، گھر سے نکل کر بے پردہ بازاروں میں گھومتی ہے اور بے حیائی فحاشی اور عریانیت کو تقویت دینے کا سبب بن رہی ہیں۔ اگر عورت کو باہر جانے کی اجازت ہوتی تو خیر القرون کے بہترین اور پاکیزہ دور میں ہوتی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو نماز بھی گھروں میں پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کی گئی ایک نماز کا ثواب عام مسجد میں ادا کی جانے والی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کو اس کے بجائے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرما رہے ہیں پھر جو نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی جائے اس کا مقابلہ تو پوری اُمت کی نمازیں بھی نہیں کر سکتیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کو ان کے اپنے گھروں میں تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم وحیاء اور عفت وعظمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین اسلام کو عطا کیا تھا لیکن آج بدقسمتی سے عورت یورپی تہذیب سے متاثر ہو کر اپنے حسن وجمال کو چند ٹکوں کے عوض بازاروں اور پوسٹروں کی نظر کر رہی ہے۔ نزولِ حجاب کے بعد شریعتِ اسلامیہ میں عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے بالخصوص بے پردہ ہو کر نکلنا جیسا کہ آج کل کا دستور ہے، یہ کئی کبیرہ گناہوں میں ابتلاء کا ذریعہ اور سبب ہے۔ جتنے مرد گھر سے بے پردہ نکلنے والی عورت کو غلط نظر سے دیکھیں گے اس کا گناہ جتنا مردوں کو ملے گا اتنا ہی اس عورت کو بھی ملے گا کیونکہ یہ ان کو گناہ میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنی ہے۔ حدیث میں بے پردہ عورت پر اور اسے دیکھنے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

آج کے اس پُرفتن دور میں لڑکے اور لڑکیوں کا اکٹھے کالجز اور یونیورسٹیوں میں جانا، عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ چلنا اور کلبوں اور پارکوں میں گھومنا پھرنا جیسے شنیع و قابلِ مذمت افعال جہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح اور واضح ارشادات کی کھلی نافرمانی کا اظہار کرتے ہیں وہاں مردانہ غیرت اور نسوانی حیاء وعفت کے بھی خلاف ہے۔ جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا بنیتِ تلذذ ایک دوسرے کو دیکھنا، ناجائز تعلقات، جنسی بے راہ روی، تسکینِ ہوس کیلئے درندوں کو مات دینے والے مناظر، اغواء وجبری زنا اور قتل تک کے واقعات اسی بے حیائی، عریانی اور مخلوط تعلیم کا شاخسانہ ہے۔ دانشورانِ قوم، اربابِ اقتدار اور ''غیرت مند'' والدین اپنی بیٹیوں کی عزتیں دن رات تار تار ہوتی دیکھ رہے ہیں اور اس فحاشی و بے حیائی کے نتائجِ بد بھگت رہے ہیں مگر گناہوں کے وبال سے عقلیں ماؤف ہو کر رہ گئی ہیں۔ پوری قوم اس تباہ کُن ماحول کی بناء پر بلند فکری، عالی ہمتی، جہاد، حاکمیت جیسے اعلیٰ اور مسلمانوں کے ممتاز اوصاف سے عاری ہو کر پست ہمتی اور غیروں کی غلامی اور بے غیرتی میں مبتلا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم حکمرانوں اور علماء المسلمین کو عقل وشعور عطا فرمائیں تاکہ وہ حقیقت سمجھ سکیں کہ مغرب کی اندھی تقلید میں ان کی دنیا وآخرت دونوں کی مکمل تباہی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

موجودہ دَور کے فیشن اور مسلمانوں کا رویہ

محمد اَسلم قاسمی۔چھتیس گڑھ

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا فیشن بنا ہے! احادیث میں آتا ہے کہ حضوراکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرو گویا بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے، لیکن ان مغرب زدہ فیشن پرستوں کو یہ بات کہاں بھلی لگ سکتی ہے لہٰذا وہ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہیں اور بیٹھ کر پیشاب کرنے والوں کو (our dated) کہتے ہیں گویا پرانے قسم کے لوگ بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں۔ایک اور نقصان کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا یہ ہے کہ اس سے پیشاب کے چھینٹے اڑکر کپڑوں پر لگ جاتے ہیں اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اور احادیث میں آتا ہے کہ پیشاب کی اس بے احتیاطی کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو حضوراکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہورہا ہے، ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔

افسوس اس منحوس فیشن پرستی نے لوگوں کو عذاب قبر میں مبتلا کردیا ہے لیکن یہ بات فیشن پرستوں کو سمجھ میں نہیں آرہی ہے چن چن کر ایک ایک فیشن کو گلے سے لگالیا ہے۔

فلمی اداکاروں کی نقالی: سارے فساد کی جڑ دراصل ''سینما'' یا ''ٹی وی'' ہیں، یہی وہ درسگاہ ہے جہاں پر شیطانی ''تعلیمات'' کی کھلم کھلا ''تبلیغ'' کی جاتی ہے، اور فیشن کے دلدادہ تفریح کے بہانے اپنی عقل وشعور کو بالائے طاق رکھ کر اور آخرت والی زندگی سے غافل ہوکر ان شیطانی چالوں میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور اس کا انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا، خود بھی فلم دیکھتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی دکھاتے ہیں، بہرحال بچے بوڑھے لڑکے لڑکیاں مرد عورت سب کے سب اسی منحوس لعنت میں گرفتار ہیں۔

اس خبیث عادت کی وجہ سے سینکڑوں اور ہزاروں نقصانات ہورہے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلمی اداکاروں اور اداکاراؤں کی وقعت اور عظمت دلوں میں گھر کررہی ہے، اور ان فلمی ''ستاروں'' کی نقالی کا شوق دن بدن بڑھتا جارہا ہے کوئی تو ان کی بات چیت کے اسٹائل کو اپنا رہا ہے تو کوئی ان کی چال ڈھال اور پوشاک کی نقل اُتار رہا ہے!

بعض لوگ چھوٹی سی خشخشی داڑھی صرف ٹھوڑی پر رکھتے ہیں اور اطراف سے بال بالکل صاف کرلیتے ہیں پتہ نہیں کیا اچھا لگتا ہے، شاید دُنیادار لوگ اسے داڑھی کہہ لیں لیکن اسلامی شریعت میں اس داڑھی کا کوئی مقام نہیں یہ اسلامی داڑھی نہیں بلکہ فرنچ کٹ داڑھی ہے جو سراسر فیشن ہے، جس کا سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے ہی اور ایک فیشن ہے ''سائیڈ لاکس'' یہ دراصل فرنچ کٹ داڑھی کا برعکس ہے، فرنچ کٹ داڑھی میں ٹھوڑی کے بال رکھے جاتے ہیں اور گال کے بال صاف کرلیے جاتے ہیں لیکن سائیڈ لاکس کے فیشن میں ٹھوڑی کے بال بالکل صاف کرلیے جاتے ہیں اور گالوں پر بال رکھے جاتے ہیں، سائیڈ کے معنی بازو کے اور لاک کا مطلب ہے ''قفل'' پتہ نہیں یہ نام کیوں رکھا گیا لیکن میں نے اس کا مطلب یہ نکالا ہے کہ کانوں کی لو تک یا اس کے نیچے تک بالوں کو رکھا جائے اور اس کے بعد جو سنت ہے یعنی بالوں کو آگے بڑھانا اور داڑھی رکھنا اس کو قفل لگا دیا جائے گویا سائیڈ لاکس کا مطلب چہرے کے دونوں طرف سنتوں کا بند کردینا ہے۔ استغفراللہ۔

کچھ عرصہ پہلے کئی لوگوں کو ایک خاص قسم کی داڑھی رکھتا ہوا دیکھا گیا ہلکی ہلکی داڑھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہفتے سے بال صاف نہ کئے ہوں، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی مشہور فلم میں کسی اداکار نے ایسی داڑھی رکھی تھی سو یہ اس کی تقلید ہورہی ہے لیکن کوئی ایک سال تک یہ فیشن رہا پھر یکا یک یہ داڑھیاں غائب ہوگئیں معلوم ہوا کہ اس فلم کی گولڈن جوبلی ہوئی تھی اور پھر وہ فلم چلی گئی گویا جب تک فلم کی نمائش ہوتی رہی تو ان داڑھیوں کی نمائش بھی ہوتی رہی اور جب فلم چلی گئی تو داڑھیاں بھی گولڈن جوبلی منا کر غائب ہوگئیں۔

افسوس صد افسوس! ایک فلمی اداکار کی تو ایسے زور وشور اور محبت وعقیدت سے تقلید اور پیروی ہو اور سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کی پرواہ نہ ہو۔ آخر ہماری عقلیں کہاں کھوگئی ہیں؟ اور فہم اور شعور کو کیوں گھن لگ گئی ہے؟ کاش ہمارے چہرے داڑھی کی سنت کے نور سے منور ہوتے؟!!

بقیہ: صفحہ 2 سے آگے

یہاں تک کہ قیامت کے دِن اس کے گناہوں کی سزا پوری ملے گی۔(ترمذی)

آیئے آج عہد کریں کہ زندگی کے کسی بھی لمحہ میں قرآن وحدیث کی مخالفت نہیں کرینگے تو انشاء اللہ ہمیں سکون قلبی حاصل ہوگا تھوڑی دیر کیلئے آپ اپنے ماضی میں چلے جائیں جس میں آپ کو سکون رہا ہو اور اگر واقعی آپ کی زندگی میں کوئی ایسا وقت آیا ہے تو آپ تھوڑی دیر کیلئے سوچیے، یقیناً آپ ان دنوں کسی نیک کام میں مصروف ہوں گے کیونکہ یہ حقیقت ہی نہیں بلکہ میری اپنی آزمائی ہوئی بات ہے۔ کہ اگر ہم کبھی اپنی روزمرہ کی عادت سے زیادہ عبادت کرنے لگتے ہیں اور نیک کام میں مصروف ہوجاتے ہیں تو ہمیں قلبی سکون ملتا ہے اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اپناذکر کرنے والا بنائے تاکہ ہمارا کھویا ہوا سکون واپس آجائے۔ آمین

مسجد صموئیل پر اِسرائیل کا قبضہ

یروشلم// اسرائیلی فوج نے فلسطین کے تاریخی شہر مقبوضہ بیت المقدس کے شمال میں جلیل القدر پیغمبر حضرت صموئیلؑ کے نام سے موسوم قصبہ صموئیل میں ان ہی کے نام سے تعمیر کی گئی تاریخی جامع مسجد صموئیل کو ایک فوجی چوکی میں تبدیل کردیا ہے، قابض یہودی فوجیوں نے مسجد کی چھت پر مورچے بنانے کے بعد ایک کنٹرول ٹاور بھی نصب کیا ہے جبکہ مسجد میں نصب ایک تاریخی قیمتی پتھر چوری کرنے کے بعد مسجد کے ہال کو فوجی مقاصد کیلئے استعمال کرنا شروع کردیا ہے، فلسطین میں اسلامی تاریخی ورثے اور مساجد کے تحفظ کیلئے سرگرم تنظیم الاقصیٰ فاونڈیشن واسلامی اوقاف کی جانب سے جاری ایک بیان میں بتایا گیا ہے کہ صیہونی فوجیوں نے کئی ہفتوں سے شمالی بیت المقدس کی تاریخی مسجد صموئیل پر قبضہ کیا ہوا ہے، صیہونی فوجی انہیں مسجد صموئیل میں نماز کی ادائیگی کی اجازت نہیں دے رہے ہیں، اقصیٰ فاونڈیشن نے خبردار کیا ہے کہ صیہونی فوجی مسجد اقصیٰ کو عارضی طور پر فوجی مقاصد کیلئے استعمال میں لانے کے بہانے سے مستقل طور پر اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور مسجد کو ایک یہودی معبد میں تبدیل کرنے کی سازش کررہے ہیں، بیان میں کہا گیا ہے کہ مسجد میں مسلمانوں کا داخلہ تو منع ہے لیکن انتہاء پسند یہودی آبادکاروں کیلئے کھلی چھوٹ ہے جنہوں نے وہاں پر ایک معبد تعمیر کرکے تلمودی تعلیمات کے حقوق مذہبی رسومات کی ادائیگی بھی شروع کردی ہے۔

عمرہ کے ویزے پر حج ادا کرنا حرام: سعودی عالم دین

جدّہ// سعودی عرب کے ایک جج اور اسلامی قانون کے ماہر جسٹس ڈاکٹر عیسیٰ الغیث نے کہا ہے کہ عمرہ کے ویزے پر مکہ مکرمہ آنے والے افراد اسی ویزے پر فریضہ حج ادا نہیں کرسکتے کیونکہ حج کیلئے استطاعت کی شرط ہے۔ حیلے بہانوں سے یہ فریضہ ادا نہیں ہوتا۔ سعودی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر عیسیٰ الغیث نے کہا کہ اسلام اور ریاست کے مروّجہ طریقہ کار اور ضابطہ اخلاق سے ہٹ کر اپنی مرضی کرتے ہوئے حج کرنا ''نوسربازی'' تو ہوسکتا ہے مگر اسے حقیقی معنوں میں فریضہ حج کی ادائیگی شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص حج کی استطاعت نہیں رکھتا اور وہ صرف عمرہ کے ویزے پر سعودی عرب آیا ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ نہ صرف ریاست کے عمومی طریقہ کار کی خلاف ورزی کررہا ہے بلکہ مستحق عازمین حج کا حق بھی سلب کررہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے نزدیک اس طرح کرنا حرام ہے۔ نیز سعودی حکومت کی جانب سے عازمین حج وعمرہ یہ بھی ہدایت ملی ہے کہ وہ زمزم کا پانی دُکانداروں اور پٹری والوں سے خریدنے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ صحت کیلئے ٹھیک نہیں ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس میں ملاوٹ ہوتی ہے، سعودی حکام نے کہا کہ دکاندار زمزم کا پانی سخت دھوپ میں رکھتے ہیں، اسکی وجہ سے وہ کچھ وقت کے بعد پینے کیلئے صحیح نہیں رہتا۔

الغزالی ٹور اینڈ ٹراولز کے ساتھ ہی عمرہ کیوں؟

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایماندارنہ طور اپنے وعدوں پر انشاء اللہ سو فیصد کاربند۔
☆ مکہ مکرّمہ و مدینہ منورہ میں نزدیک ترین اعلیٰ ائیر کنڈیشن ستارہ ہوٹلوں میں قیام۔
☆ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں ائیر کنڈیشن بسوں میں مقدس مقامات کی زیارت۔
☆ دورانِ سفر ماہر گائیڈ و تجربہ کار معلّم کی خدمات۔
☆ کشمیری طرز پر 5 - 4 اقسام کے کھانے پینے کا اعلیٰ، معیاری وَمن پسند انتظام۔
☆ جوس، مشروبات، لپٹن ونمکین چائے اور میوہ جات وغیرہ کی سہولیات۔
☆ ایمرجنسی میڈیکل سہولیات۔
☆ کپڑے دھونے کا معقول انتظام۔ (Unlimited Laundary)
☆ احرام، زمزم، طوافِ تسبیح، عمرہ تربیتی کتابیں اور VCDs وغیرہ هدیۃً پیش خدمت۔

مزید اپنی بھرپور تسلّی کیلئے آپ اُن تمام زائرین سے معلومات حاصل کرسکتے ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ گذشتہ برسوں میں حج وعمرہ ادا کیا ہو۔

100% گارنٹی اور اطمینانِ قلب کے ساتھ اپنے عمرہ کو مقبول ومعیاری بنانے کیلئے آج ہی اپنے بھروسہ مند ادارے سے رابطہ کریں۔

عمرہ ربیع الاول کی بکنگ جاری ہے

اعتماد آپ کریں.........................معیار ہم پیش کریں گے۔

آپ کی خدمت میں برسوں سے پیش پیش

الغزالی ٹور اینڈ ٹراولز

ہیڈ آفس: شاہ انور کالونی حیدرپورہ بائی پاس سرینگر۔ برانچ آفس: مدینہ چوک گاؤکدل سرینگر
فون نمبرات: 0194-2482759, 2481821
موبائل نمبرات: 9419011197, 9906546012

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے..........

-۱ ایسا کھیل جس میں دینی و دنیوی کوئی مصلحت ومقصد نہ ہو، نہ اس کی غرض، غرضِ صحیح ہو، بلکہ محض وقت گذاری ہو تو ایسا کھیل ناجائز ہے۔

-۲ ایسا کھیل جس میں کوئی مصلحت وغرضِ دینی یا دنیوی تو ہو مگر اس کی ممانعت کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ سے ثابت ہو، تو وہ بھی ناجائز ہے۔

-۳ ایسا کھیل جس میں لوگوں کے لیے مصلحت وفوائد تو ہوں، مگر تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ اس کے نقصانات فوائد سے زیادہ ہیں، اور ان کا کھیلنا انسان کو اللہ کی یاد، نماز اور فرائضِ شرعیہ سے غافل کر دیتا ہے، تو یہ کھیل بھی ناجائز ہے۔

-۴ ایسا کھیل جس کا مقصد دینی یا دنیوی مصلحت وفوائد کو حاصل کرنا ہو تو مباح ہے، بشرطیکہ یہ کھیل کفار وفساق کا شعار نہ ہو اور اس میں ہار جیت پر مال کی شرط نہ ہو۔ (المسائل المهمة : ۲/ ۲۵۱)

کرکٹ دیکھنے کا حکم: بعض لوگ کرکٹ میچ ٹی وی پر دیکھنے کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ بے شمار منکرات ومفاسد مثلاً، نیم عریاں عورتوں کا اسکرین پر دکھائی دینا، اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کا فوت ہو جانا، ملازمین کے فرائض وواجبات میں کوتاہی وخلل کا واقع ہونا، مساجد جو عبادت کی جگہیں ہیں ان میں اسی عنوان پر گفت وشنید، تذکرہ وتبصرہ کا ہونا، کھیل کے دنوں میں سرکاری ونیم سرکاری، شخصی ونجی اداروں کا معطل ہو کر رہ جانا وغیرہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اس لیے کرکٹ کھیلنا، کھلانا، اسے میدان یا ٹی وی پر دیکھنا، دکھانا، اسی طرح ریڈیو پر اس کی کمنٹری (Commentory) سننا اور سنانا اور اس پر بحث ومباحثہ کرنا یہ سب معصیت کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے، اور زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کرنے میں داخل ہے، جب کہ یہ دونوں چیزیں شرعاً حرام ہیں۔ (المسائل المهمة : ۲/ ۲۵۹)

حقوق العباد ۱۳...... مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوشش کرتے رہئے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کسی کو کچھ دینے دلانے میں تاخیر کرتے اور یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں صرف اس وجہ سے جلدی حکم نہیں دیتا کہ تم سفارش کرنے کا موقع مل جائے اور تم زبان سے کلمہ خیر نکال کر ثواب حاصل کر لو۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف) مسلمانوں کی حاجت روائی میں سعی کرنا بہر حال نافع ہے خواہ آپ کی کوشش سے اسکی حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔ حدیث مبارک میں اس سعی کا اجر وثواب سال بھر کے اعتکاف سے زیادہ آیا ہے۔

۱۴...... ہر مسلمان سے السلام علیکم اور مصافحہ میں پیش قدمی کیجئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو۔

CHAND
SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

دارالعلوم سواءالسبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواءالسبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاوُن کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کر سکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کر سکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت **شیخ عبدالقادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنا دیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کر دیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال ودولت پر جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہو سکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہو سکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جو تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھول دی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بند ھا رہتا ہے (کہ کہیں جا نہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا ونفاق اور ظلم وشبہات وحرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق وفجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیزگار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتا دیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت وتبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل وتربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھول دوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء ومرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کر لی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہو گا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت ورسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہو سکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل واحسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلاکسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 39 01 November 2013 Friday

Printer,Publisher:Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 02-11-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 15

اعداد وتقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی، ناظم تعلیمات اکل کوا

سورۂ بقرہ کے بائیسویں رکوع کی ان آیات کا تذکرہ ابھی اور صدق کے بیان میں ہو چکا ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کے نیک اور متقی بندوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، وہاں ایک خاص وصف ان کا یہ بھی بیان ہوا ہے۔﴿الموفون بعهدهم إذا عاهدوا﴾ (سورہ بقرہ ع ۲۲) اور بندے جو پورا کرنے والے ہیں اپنا عہد جب وہ عہد کریں۔

امانت بھی دراصل سچائی وراست بازی ہی کی ایک خاص شکل ہے اردو محاورہ میں تو اس کا مطلب صرف اتنا ہی سمجھا جاتا ہے کہ کسی نے جو چیز کسی کے پاس رکھ دی ہو اس میں کوئی خیانت اور بد دیانتی نہ کی جائے اور اس شخص کے مطالبہ پر یایوں ہی وہ جوں کی توں واپس کردی جائے، اور یہ بھی بلا شبہ ایک اخلاقی نیکی ہے، لیکن عربی زبان اور خاص کر قرآنی محاورہ میں امانت کا مفہوم اس سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تمام حقوق وفرائض کا دیانت داری کے ساتھ ادا کرنا اور ہر قابل لحاظ رکھنا اس میں داخل ہے۔ امانت کے مفہوم کی اس وسعت کو ذہن میں رکھ کر اس کے متعلق قرآن مجید کی آیات پڑھئے۔

سورۂ نساء میں ارشاد ہے:۔﴿إن اللـه يـامر كم أن تؤد الامـانـات إلى أهـلها﴾ (سورۃ النساء ع ۸) بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ (تمہارے پاس اور تمہارے ذمہ) جن کی امانتیں ہیں ان کو وہ امانتیں ادا کرو۔

عقائد: ا۔ حضرات انبیاء اللہ کے پیغامبر بن کر تشریف لائے سارے انبیاء معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔

۲۔ انبیاء کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے، بعض انبیاء کے نام اللہ نے بتائے اور بعض کے نہیں بتائے۔

۳۔ انبیاء کے ہاتھوں بعض اوقات خرق عادت باتوں کا صدور ہوا جنہیں معجزات کہا جاتا ہے، معجزے کے صدور میں ہاتھ نبی کا ہوتا ہے اور کارکردگی قدرت کی ہوتی ہے کرامات ولی کے ہاتھ ظاہر ہوتی ہے اور اس میں کمال خدا کا ہوتا ہے۔

۴۔ انبیاء میں بعض کا مرتبہ بعض سے بلند رکھا ہے سب سے بڑا مقام ومرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۵۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا، اب کسی نئے نبی کی نبوت کی گنجائش ختم ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہنگامۂ یوم النشور تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

۶۔ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

۷۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بیداری میں معراج ہوئی، مکہ سے بیت المقدس، وہاں سے ساتویں آسمانوں تک اور پھر وہاں سے جہاں تک رب نے چاہا آپ کو لے جایا گیا، یہ معراج حالت خواب میں نہیں بل کہ بیداری میں ہوئی۔

(۱) رسالت ونبوت کے ذریعے حق تعالیٰ مخلوق تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔

(۲) رسول انسان ہوتے ہیں، مگر عام انسانوں جیسے نہیں بل کہ ان میں اعلیٰ صفات ہوتی ہیں۔

(۳) انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

(۴) رسالت کسب ومحنت سے نہیں ملتی، بلکہ یہ ایک وہبی چیز ہے، جسے خدا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

(۵) ہمہ گیر اور عالمگیر رسالت صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

(۶) نبی مطاع مطلق ہوتا ہے اس کی اتباع ضروری ہے۔

(۷) منصب رسالت عظیم ہوتا ہے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۸) رسالت محمدی تمام رسولوں کی رسالت سے افضل واعلیٰ ہے

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت ونبوت کے آخری تاجدار ہیں، آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا، آپ ﷺ والا کام آپ کی امت کے ذمہ لگا دیا گیا ہے، نبوت ختم ہو گئی مگر کار نبوت ابھی باقی ہے امت کے ہر شخص کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وہ نبوی دین کو خود بھی سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

ایمان بالملائکہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم ہے، اور ساتھ ہی فرشتوں پر ایمان لانے کا ذکر بھی موجود ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عالیہ میں بھی ایسے ہی حکم ملتا ہے، فرشتوں پر ایمان وعقیدہ اسی طرح رکھا جانا چاہیے جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم فرمایا، یہی کامیاب ترین عقیدے کی علامت ہے، اگر اس طرح عقیدہ نہ رکھا جائے تو عقیدے میں فساد اور گڑبڑی کا اندیشہ ہے، مشرکین مکہ نے دو قسم کی مخلوقات کو اللہ کا شریک سمجھا ہوا تھا، ایک وہ جو ظاہر نظر آتی ہیں، سورج، چاند، تارے، آگ، پانی اور انسان۔ انہوں نے ہر بیماری کا ایک ایک شفاء دہندہ بنایا ہوا تھا، اور انہیں خدا کا شریک وسہیم سمجھا ہوا تھا، بلکہ فرشتوں کو خدا کی بنات سمجھتے تھے، کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، قرآن حکیم نے مشرکین کی ان تمام خرافات کو لغو اور بے ہودہ قرار دیا ہے۔

فرشتہ کے معانی: قرآن وسنت میں فرشتوں کے لیے لفظ ملائکہ استعمال ہوا ہے۔(۱) ملائکہ ملک کی جمع ہے بمعنی فرشتہ (۲) قاصد۔

فرشتہ کو قاصد اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات مخلوق خدا تک پہنچاتا ہے، اسی طرح فرشتہ کو رسول بھی کہا جاتا ہے یہ بھی قاصد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور فرشتہ کی تعریف یہ ہے ”هو نورانی یتشکل باشکال الـمختلفة لایذکّر ولایؤنّث“ فرشتہ اللہ کی وہ نورانی مخلوق ہے، جو مختلف شکلیں اختیار کرتی ہے، نہ مذکر ہے نہ ہی وہ مونث ہوتا ہے۔

اسلام فرشتوں کے بارے میں یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ وہ نورانی مخلوق ہیں، اللہ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، ان کے اندر برائی کا کسی قسم کا جذبہ نہیں پایا جاتا، کھانے، پینے، اور ازدواج، کے تعلقات سے منزہ اور پاک ہیں، فرشتوں کو ایسے وجود ودیعت کئے گئے ہیں جو عام طور پر نظر نہیں آتے اور مختلف روپ دھار سکتے ہیں، اگر چہ ہر فرشتے کی اپنی الگ شکل ہے، ایسی شکل کے انسان اسے دیکھنے کا تحمل نہیں کر سکتا، اور نہ ہی انکے طول وعرض کی پیمائش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، حضرت جبرئیل امین کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کے چھ سو پر ہیں اور ایک پر کی لمبائی مشرق ومغرب تک پھیلتی ہے، عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتوں کے پاؤں اور کولہوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے کان کی لو سے کندھے تک بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔

چار فرشتے افضل: تمام فرشتوں میں افضل ترین فرشتے چار ہیں، جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، یہ چار فرشتے انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل واعلیٰ مقام کے حامل ہیں، حضرت جبرائیل وحی لانے۔ حضرت میکائیل روزی کے پہنچانے۔ عزرائیل موت۔ اور اسرافیل قیامت کے دن کے صور پھونکنے کے ذمّہ دار ہیں۔

باقی تمام فرشتوں کی تعداد ان گنت ہے، ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، حضرت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان گرامی سے فرشتوں کی کثرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”آسمان پر چار انگلی کی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اللہ کی عبادت میں مصروف نہ ہو، خانہ کعبہ کے اوپر عین آسمان کے اوپر ”بیت المعمور“ فرشتوں کا کعبہ ہے اس ”بیت المعمور“ میں روزانہ ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کو اس میں داخلے کا موقع نہیں ملتا، ایک حدیث کے مطابق بارش کے ہر قطرات کے ساتھ ایک فرشتے کا نزول ہوتا ہے وہ حکم الٰہی سے اس جگہ رکھتا ہے جہاں کے بارے میں اسے حکم ملتا ہے ان ارشادات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرشتے بے شمار ہیں۔

فرشتوں کے انکار کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان اللہ کی وحی اور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی تکذیب کر رہا ہے، اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جب تک ایمان باللہ کے ساتھ فرشتوں پر ایمان نہ لائے وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

لایعـصـون الله ماامرهم ويفعلون مايؤ مرون (التحریم) وہ کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، اور انہیں جو حکم ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں، دوسرے مقام پر تسبیح وسجود کا یوں ذکر ہے:

ويسبحـونه وله يسجدون (الاعراف) اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اسی کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ایک جگہ ان کی تسبیح وحمد کا یوں ذکر ہوا:

يسبحـون بحمد ربهم ويو منو ن به (المومنون) سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

کھیل کے جواز وعدمِ جواز کے چند اصول:

شریعتِ اسلامیہ میں وقت کی حفاظت اور بامقصد زندگی کے قیام کا حکم دیا گیا لہو ولعب اور لغو کی ممانعت کی گئی، ممانعت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ تفریح کی بھی ممانعت ہے، بلکہ شرعاً ایک حد تک مستحسن ومطلوب ہے، تاکہ اس تفریح کے ذریعے جسم وروح کی سستی دور ہو کر طبیعت میں نشاط وچستی، حوصلہ وہمت پیدا ہو، اور انسان مکمل طور پر زندگی کے اعلیٰ مقصد عبادت کی طرف متوجہ ہو سکے، لہٰذا تفریحی کھیل کود کے سلسلے میں فقہاء وعلماء نے قرآن وحدیث سے چند ضوابط اخذ کئے ہیں۔ بقیہ صفحہ 7 پر……